© rasailojaraid.com

پڑھے رہے، کراچی کے ارباب علم اور مشاہیر کی ہمدردی حاصل کی، ان سے اخبارات میں اپیلیں اور بیانات شائع کرائے، پھر جب دفتری کارروائی شروع ہوئی تو اس کی نگرانی کرتے اور ایک دفتر سے دوسرے دفتر کی طرف دوڑتے اور بھاگتے رہے، جن لوگوں کو اس طرح کے معاملات میں حکومت کے دفتری کاموں کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ اس راہ میں کیسے کیسے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، لیکن موصوف نے صبر و استقلال اور ہمت و پامردی سے یہ سب کچھ برداشت کیا اور آخر جو تحریک انھوں نے شروع کی تھی اسے بحسن وخوبی انجام پذیر کر کے وہ اپنے وطن واپس آگئے، دارالمصنفین ان کا جتنا شکرگذار ہو کم ہے، ہم اس کامیابی پر دارالمصنفین اور سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب دونوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں اب عرب ملکوں کے موجودہ انداز و طرزِ تحریر و تقریر کے مطابق عربی میں لکھنے اور بولنے والے طلبہ کی نسل برابر بڑھ رہی اور ترقی کر رہی ہے، چنانچہ گذشتہ چند ماہ سے دارالعلوم دیوبند سے ایک پندرہ روزہ مجلہ الداعی کے نام سے عربی میں مولوی بدرالحسن القاسمی کی ادارت میں نکلنا شروع ہوا ہے جو نوعمر ہیں اور ابھی چند ہی برس ہوئے کہ دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے ہیں، یہ جریدہ اخباری سائز کے آٹھ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے اور خبروں کی ترتیب اور تعنون، مضامین و مقالات، ادارتی ملاحظات، ٹائپ نما کتابت، طباعت اور کاغذ، غرض کہ ظاہری اور معنوی حسن و جمال کے اعتبار سے وہ بہمہ وجوہ دارالعلوم دیوبند کے شایان شان ہے، اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں جو مضامین ہوتے ہیں وہ خواہ اوریجنل ہوں یا اردو سے عربی میں ترجمہ اکثر و بیشتر طلبار کے قلم سے ہوتے ہیں، اللھم کثر امثالھم وبارك فی اعمالھم

یہ دیکھ کر بھی بڑی مسرت ہوتی ہے کہ اب ہمارے مدارسِ عربیہ کے طلبا میں بھی ذوقِ علمی وتحقیقی ترقی کررہا ہے وہ پیش پا افتادہ مسائل وعظ وتذکیر اور فقہ، تفسیر اور حدیث کے چند مخصوص مسائل ومباحثِ درسیہ کے دائرہ سے نکل کر اسلامی علوم وفنون کے مختلف پہلوؤں کا محنت اور شوق سے مطالعہ کرتے ہیں اور اپنا حاصلِ مطالعہ مقالہ کی شکل میں منضبط کردیتے ہیں، ہمیں اس کا اندازہ اس سے ہوا کہ گذشتہ مہینوں میں برہان میں جو اعلیٰ قسم کے اعلیٰ مضامین شائع ہوئے ہیں اُن کے مصنفوں سے جب ملاقات ہوئی تو یہ دیکھکر سخت مسرت آمیز حیرت ہوئی کہ یہ بیس بائیس سال کے نوجوان ہیں اور کسی مدرسۂ عربیہ سے ابھی فارغ ہوئے ہیں، ایسے نوجوان قوم کی امانت ہیں، قوم کا فرض اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ یہ نوجوان فکرِ معاش میں مبتلا ہوکر ضائع نہ ہوں اور ان کی صلاحیتیں پروان چڑھیں۔ اس سلسلہ میں مدارسِ عربیہ اور ان کے چندہ دہندگان کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے ہاں کی تنخواہوں اور مدرسہ کی زندگی کا معیار اونچا کریں تاکہ لائق و قابل فارغ التحصیل طلبار کے لئے ان میں کشش ہو اور وہ مدارس کی ملازمت سے بددل ہوکر کسی اور راہ کے اختیار کرنے پر مجبور نہ ہوں۔

© rasailojaraid.com